Rs. 3/-

الجمعیۃ
ہفت روزہ
نئی دہلی

جلد ۱۲ شمارہ ۳۵ یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۰۰ء یکم تا ۷ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ

حزب المجاہدین کی طرف سے گفتگو کی نئی پیش کش

کیا ریاست کو اس کا امن لوٹا سکے گی؟

گفتگو کسی بھی سطح پر ہو بہرحال ایک خوش آئند بات ہے اور امید کی جانی چاہئے کہ وہ ریاست اور اس کے عوام کے لئے بہرحال مفید ہی ثابت ہو گی۔

محمد سالم جامعی

سیاسی حلقوں میں ایک بار پھر یہ خبر گرم ہے کہ حکومت ہند اور حزب المجاہدین کے درمیان گفتگو کا پھر آغاز ہونے والا ہے۔ اس بات کو اس خبر سے بھی تقویت ملی ہے کہ حزب المجاہدین کے بڑے لیڈر دو گروپوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو پاکستان میں بیٹھ کر اس تنظیم کی سرگرمیاں چلا رہے ہیں جن میں سید صلاح الدین خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اور ایک طرف وہ لوگ ہیں جو ہندوستان میں پاکستانی گروپ کا آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔ اس گروپ کی سربراہی عبدالمجید ڈار کے ہاتھوں میں ہے۔ عبدالمجید ڈار ہی کشمیر اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں برپا کیے جانے والے آپریشنوں کے ذمہ دار ہیں۔ خبر یہ ہے کہ عبدالمجید ڈار نے پاکستان میں بیٹھے ہوئے صلاح الدین سے ناطہ توڑنے کا اعلان کر دیا ہے۔ حالانکہ اپنے ایک بیان میں پاکستان کے صلاح الدین نے بھی دوبارہ جنگ بندی اور ہندوستانی لیڈروں سے گفتگو کی پیشکش کی ہے مگر ان کی شرط یہی ہے کہ پاکستان کو اس گفتگو میں تیسرے فریق کی حیثیت سے شامل کیا جائے جو ہندوستان کے لیے کسی بھی حالت میں قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ جہاں تک کشمیر میں رہنے والے حزب المجاہدین کے لیڈروں کا تعلق ہے انھوں نے تو پاکستان کی شمولیت کی شرط سے دست برداری اختیار کرلی ہے۔ ان کا تو مطالبہ صرف یہ ہے کہ اس موضوع پر کوئی بامقصد بات چیت کی جائے اور اگر ضرورت پڑے تو گفتگو کا دائرہ بڑھانے کے لیے پاکستان سے بھی گفتگو کی جا سکتی ہے۔

ہندوستان کی واجپئی حکومت شروع سے ہی گفتگو پر زور دیتی رہی ہے۔ ایسا کرنا اس کی مجبوری بھی ہے۔ جب سے امریکی صدر بل کلنٹن نے ہندوستان کا دورہ کیا ہے اس کا برابر یہ اصرار ہے کہ ہندوستان کشمیر کے تعلق سے لچکدار رویہ اختیار کرے اور یہی وجہ ہے کہ اس امریکی دباؤ میں ہندوستان سب کچھ کرنے کو تیار ہے۔ وہ تو یہاں تک بھی تیار ہے کہ ستمبر میں اپنے امریکی دورے کے دوران اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر جب مسٹر واجپئی اور جنرل پرویز مشرف دونوں امریکہ میں ہوں گے، مسٹر واجپئی پرویز مشرف سے گفتگو بھی کر لیں حالانکہ اس بات کا اعتراف ہمارے وزیر اعظم مسٹر اٹل بہاری واجپئی نے بہت گھما پھرا کر ہی کیا ہے مگر حقیقت تو حقیقت ہے اور جب اس کی پشت پر امریکہ جیسی طاقت ہو تو اس کی سچائی کو تسلیم کرنا کچھ قابل فہم بن جاتا ہے۔

دہشت پسند گروپوں کے ساتھ ہماری مرکزی حکومت کا لچکدار رویہ بہرحال مناسب ہی ہے اور اگر اس سلگتے ہوئے موضوع پر کوئی بات ہو جاتی ہے تو نہ صرف کشمیریوں کیلئے ایک اچھی بات ہوگی بلکہ اس کا مثبت اثر خود پورے ہندوستان پر بھی پڑے گا۔ اس لئے کہ امن صرف کشمیر کی ہی نہیں پورے ہندوستان کی ضرورت ہے۔

دہشت پسند گروپوں کے ساتھ ہماری مرکزی حکومت کا لچکدار رویہ بہرحال مناسب ہی ہے اور اگر کشمیری لیڈروں اور ہمارے مرکزی رہنماؤں کے درمیان اس سلگتے ہوئے موضوع پر کوئی گفتگو ہو جاتی ہے تو یہ نہ صرف کشمیریوں کے لیے ایک اچھی بات ہوگی بلکہ اس کا مثبت اثر خود پورے ہندوستان پر بھی پڑے گا اس لیے کہ امن صرف کشمیر کی ہی نہیں پورے ہندوستان کی ضرورت ہے۔

ہمارے خیال میں اس سلسلہ میں اگر ہماری مرکزی حکومت کوئی مثبت قدم اٹھاتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ کسی ایک گروپ سے بات کرنے کے بجائے کشمیر میں سرگرم اور موثر کشمیری دہشت گرد تنظیموں کے تمام گروپوں سے ایک ساتھ بات کرے۔ اس گفتگو میں حریت کانفرنس سمیت تمام کشمیری گروپ شامل ہوں کیونکہ تو کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کرنا آسان ہو جائے گا جس پر عمل درآمد کر کے بہرحال کشمیری عوام میں دہشت گردی کی جو آگ اس وقت بھڑکی ہوئی ہے اسے مزید بھڑکنے سے روکا جا سکے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حکومت کو دہشت گرد تنظیموں اور ان کے سربراہوں سے گفتگو کرنے سے پہلے وادی کے ان لیڈروں سے بھی گفتگو کرنے کا کوئی منصوبہ بنانا چاہیے جو اس خطہ جنت ارضی میں امن کے خواہاں ہیں۔ ساتھ ہی ملک کی مختلف سیاسی پارٹیوں اور ان کے لیڈروں کو بھی اعتماد میں لینا ضروری ہے تاکہ

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

انڈونیشیا میں عیسائی اکثریت والے جزائر ملاکا میں

خون مسلم کی ارزانی

عالم اسلام کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک عیسائی مسلم فسادات کے ہم پر مسلمانوں کی چیخ و پکار کی خبریں آتی ہیں جو دوسرے سرے انڈونیشیا سے بھی اس نوعیت کی خبروں کی کمی نہیں ہے۔ تہذیبوں کے تصادم کی بحث کو ہوا دینے والے شاید بحث کو عملی رنگ دکھانے پر عمل پیرا ہیں۔

انڈونیشیا کے جزائر ملاکا میں گزشتہ ڈیڑھ برس میں [illegible] سے زائد افراد [illegible]

[illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملیشیا ایک متوقع مگر تکلیف دہ فیصلہ

[illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سنگھ پریوار کو کلین چٹ کیوں؟

جنوبی ہند کی ایک مگنام اور گمراہ تنظیم "دیندار انجمن" کی دہشت گردانہ سرگرمیاں جب سے سامنے آئی ہیں ہماری حکومت اور پورا سنگھ پریوار یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہا ہے کہ آئی ایس آئی کی آلۂ کار یہ تنظیم ہی عیسائیوں پر حملوں کی مکمل ذمہ دار ہے اور اس کا مقصد ہندوؤں اور عیسائیوں کے درمیان نفرت پھیلانا ہے۔

"دیندار انجمن" جو بظاہر ایک مسلم تنظیم معلوم ہوتی ہے اور جس کے ارکان بھی مسلم نما نام رکھتے ہیں دراصل ایک اسلام سے خارج اور بدعقیدہ فرقہ ہے جس کے بانی "دیندار چن بسویشور صدیقی" نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ "جگت گرو چن بسویشور" ہے اور جس کے بعد اس نے ۱۹۲۴ء میں کرناٹک کے گلبرگہ کے مقام پر خود کو ایشور کا اکیسواں اوتار قرار دے کر اس دیندار فرقہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اسی جھوٹے اوتار نے حیدرآباد میں ایک انجمن کی بنیاد رکھی جس کا نام "دیندار انجمن" رکھا گیا۔ یہی وہ دیندار انجمن ہے جس نے پاکستانی خفیہ تنظیم آئی ایس آئی کا آلۂ کار بن کر آندھرا پردیش، کرناٹک اور گوا کے تقریباً دو درجن سے زائد گرجا گھروں میں بم دھماکے کیے۔ یہ فرقہ مسلمانوں کے ہر مکتبۂ فکر کے نزدیک اسلام سے خارج ہے اور کسی بھی طرح سے اس فرقہ کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ملک کے فرقہ پرست عناصر نے انجمن اور اس کے گرفتار شدہ ارکان کے مسلم ناموں سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ عیسائیوں اور ان کے گرجا گھروں پر حملوں کے پیچھے یہ مسلم تنظیم ہے لیکن سچ ہمیشہ سر چڑھ کر بولتا ہے حکومت اور اس کی وزارت داخلہ کو خود یہ اعتراف کرنا پڑا کہ اس تنظیم اور دیندار فرقہ کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ایک گمراہ فرقہ ہے جو اپنے عقائد و خیالات کے لحاظ سے بالکل علیحدہ ہے جس کے بعد فرقہ پرست عناصر کو خاموش ہونا پڑا۔

اصل بات یہ ہے کہ قادیانیوں کی طرح یہ فرقہ بھی انگریزی سامراج کا ہی پیدا کردہ ہے اس نے قادیانیوں کو جنم دے کر جس طرح جہاد کی طاقت کو کمزور کرنے کی کوشش کی تھی اسی طرح اس فرقہ کی تخلیق کر کے بھی اس نے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا جس میں وہ بڑی حد تک ناکام رہا اس کی ناکامی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سوائے چند خاندانوں کے جن کا تعلق براہ راست ... کسی نے بھی اس فرقہ کے عقائد کو قبول نہیں کیا اور آج جبکہ اس فرقہ کی تخلیق پر تقریباً ۷۵ برس کا عرصہ گزر چکا ہے اس کے ماننے والوں کی تعداد چند ہزار تک ہی محدود ہے۔

یہ صحیح ہے کہ جنوبی ہند کی ریاستوں کرناٹک، آندھرا اور گوا کے حالیہ بم دھماکوں میں اسی بدعقیدہ دیندار انجمن کا ہاتھ ہے اور اس کے لیے انہیں قرار واقعی سزا بھی ملنی چاہیے مگر سوال یہ ہے کہ اس سے پہلے گرجا گھروں پر حملوں، ننوں کی عصمت دری اور مشنریوں کی ہلاکت کا آخر کون ذمہ دار ہے؟ آج دیندار انجمن کے پردے میں سنگھ پریوار کو کلین چٹ دینے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اور بار بار یہ بات دہرائی جا رہی ہے کہ عیسائیوں اور ہندوؤں میں نفرت پیدا کرنے کے لیے نام نہاد سیکولر طاقتیں عیسائیوں پر حملوں کے لیے سنگھ پریوار کو ذمہ دار قرار دے رہی ہیں۔

ہم ان سنگھ کے والوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ گزشتہ دو سالوں سے تبدیلیٔ مذہب کے نام پر عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو کون تاراج کر رہا تھا۔ اڑیسہ میں ایک عیسائی مشنری اور اس کے معصوم بچوں کو زندہ جلانے والا کون تھا۔ اتر پردیش، راجستھان، ہریانہ، مدھیہ پردیش اور گجرات میں عیسائی راہباؤں کی عصمت دری کن درندوں نے کی تھی کیا یہ سب دیندار انجمن کے لوگ تھے۔ کیا اڑیسہ کے دارا سنگھ کو جس کی ہی ... اور بجرنگ دل کھلے عام ... کر رہی ہے

جواہر القرآن

سورۃ التوبہ: ۹ ترجمہ آیات: ۶۰-۶۱ حضرت شیخ الہند

• زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے راستہ میں اور راہ کے مسافر کو ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے (۶۰)

• اور بعضے ان میں بدگوئی کرتے ہیں نبی کی اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کان ہے تو کہہ کان ہے تمہارے بھلے کے واسطے یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا اور رحمت ہے ایمان والوں کے حق میں تم میں سے اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں اللہ کے رسول کی ان کے لیے عذاب ہے دردناک (۶۱)

فوائد: ———— علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جموں و کشمیر میں دہشت گردی کے لئے حکومت خود ذمہ دار ہے

پنجاب کے سابق ڈائرکٹر جنرل پولیس مسٹر کے پی ایس گل کا انٹرویو

[illegible]

کون بنے گا چھتیس گڑھ کا پہلا وزیر اعلیٰ

[illegible]

صفحۂ روزگار

عوامی رابطہ افسر بنکر آپ بھی اچھا روزگار حاصل کرسکتے ہیں

کاروباری اور صنعتی حلقوں میں لگاتار مقابلہ بڑھنے کی وجہ سے عوامی رابطہ کی ضرورت اب پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہونے لگی ہے۔ اب کوئی کمپنی ہو یا ایجنسی الگ سے پی آر محکمہ یعنی عوامی رابطہ کا شعبہ قائم کیے بغیر اس کا کام نہیں چلے گا۔ عوامی رابطہ کا یہ تصور گزشتہ چند برسوں کے دوران زیادہ ہی مضبوط ہوا ہے۔ اب ہر ایک ایجنسی اور کمپنی اپنے لیے عوامی رابطہ افسران کی تقرری کرتی ہے جن کے اوپر کمپنی کے پروپیگنڈہ، تشہیر اور مقبولیت کا سارا دارومدار ہوتا ہے۔ عوامی رابطہ افسر کا کام خاص طور سے تنظیم اور صارفین کے درمیان تعلق قائم کرنا اور اس کی بہتر تشہیر پیش کرنا ہوتا ہے جس کے لیے اس کو اچھی تنخواہ بھی ملتی ہے۔

درحقیقت کمپنی اور اس کی معاون کمپنیوں اور بازار کے درمیان بہتر تال میل بنانے کی ذمہ داری عوامی رابطہ افسر کی ہی ہوتی ہے۔ کسی کمپنی کا مقصد یہی رہتا ہے کہ وہ جو پیغام اپنے خریداروں، صارفین اور معاونین تک پہنچانا چاہتی ہے وہ صحیح وقت پر پہنچے اور اس کی تشہیر کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہ ہو۔ اس لیے طے شدہ ہدایت کے مطابق کمپنی پروجیکٹوں کو وقت پر پورا کرنے سے متعلق خدشات کو دور کرنا، پریس کو جانکاری دینا، پریس ریلیز تیار کروانا، پروجیکٹ اور تجربے سے متعلق رپورٹ تیار کروانا اور کمپنی کی مصروفیات کا صحیح ریکارڈ تیار کرنے جیسی بڑی ذمہ داری عوامی رابطہ افسر کی ہوتی ہے۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ افسر کمپنی کے عروج میں کتنا معاون ثابت ہوتا ہے۔

عوامی رابطہ افسر میں سماج میں تعلق قائم کرنے کے فن کا ہونا بہت ضروری ہے، ویسے بھی آج کے دور میں کسی بھی حلقہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے

چمک دمک اور اچھا نام اور اچھی شہرت ضروری ہو جاتی ہے۔ اس لیے عوامی رابطہ افسر کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ کیریئر جتنا دلچسپ ہے اتنا ہی آزمائش سے بھی بھرپور ہے۔ صرف کارپوریٹ دنیا میں ہی نہیں اب سرکاری محکموں میں بھی عوامی رابطے کے شعبے بنائے جانے لگے ہیں۔

عوامی رابطہ افسر کے ذمہ بہت سے کام ہوتے ہیں۔ ٹریڈ فیئر سے لے کر پریس کانفرنس بلانے تک کا کام اس کا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ذہنی دباؤ اور کام کی کثرت بھی بنی رہتی ہے۔ اس لیے عوامی رابطہ افسران میں دباؤ کے وقت میں تحمل اور توازن بنائے رکھنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ ذہین، فہم، جلدی گھل مل جانے اور دوسروں کو اپنے عمل سے متاثر کرنے کی صلاحیتیں اس میں ہونی ضروری ہیں۔ کیونکہ عوامی رابطہ افسر کو صحافیوں، کمپنی کے تاجروں اور دیگر ملازمین سے ہمیشہ کام پڑتا ہے۔ اس لیے سب کے ساتھ اچھے تعلقات کا ہونا ضروری ہے۔ کوئی بات صاف طور سے کہنے، سمجھانے اور لکھنے کی صلاحیت اس میں ہونی چاہیے۔ زبان کا جاننا بھی ضروری ہے۔ اب تو سیاسی پارٹیوں اور کھیل کود کے میدان میں بھی ان کی مانگ بڑھ گئی ہے۔

قابلیت: عوامی رابطہ افسر بننے کے لیے اچھے نمبروں کے ساتھ گریجویٹ ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ الگ سے عوامی رابطہ کا کورس بھی شروع ہوچکا ہے۔ اس میں گریجویٹ ہونے کے بعد داخلہ لے سکتے ہیں۔ کورس کے تحت میڈیا آف پبلک ریلیشن، کارپوریٹ پبلک ریلیشنز، مارکیٹنگ، ایڈیٹنگ، میڈیا پلاننگ، پروڈکشن اینڈ میڈیا مینجمنٹ کمیونیکیشن ٹولس کی پڑھائی ہوتی ہے۔ زیادہ کورس ایک سال کی مدت کے ہوتے ہیں۔

امکانات: پی آر کا کورس کر لینے کے بعد نوکری ملنے میں کوئی خاص پریشانی نہیں ہوتی۔ کسی بھی حلقہ میں کام تلاش کیا جاسکتا ہے۔ سب جگہ کام ایک سا ہی رہتا ہے۔ کارپوریٹ کمپنیوں، سرکاری اداروں، بینکوں، ہوائی اڈوں، ہوٹل، سیاحت، صنعت اور سیاسی پارٹیوں میں بھی اب عوامی رابطہ افسر کی ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے۔ نوکری کے ابتدائی دور میں ہی اچھی تنخواہ ملتی ہے۔ تجربے کے بعد تنخواہ اور بھتوں میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔

کورس کرانے والے ادارے:

۱۔ دہلی (الف) بی اے وی، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونی کیشن، بے این یو کیمپس، نئی دہلی۔
۲۔ بھارتی ودیا بھون کی دلی شاخ اور مدراس شاخیں۔
۳۔ صوفیہ کالج، بی کے سومانی پالی ٹیکنک، ممبئی۔
۴۔ دہلی ایم بی اے انسٹی ٹیوٹ آف میڈیا مینجمنٹ دہلی۔
۵۔ سینٹ زیویرس کالج آف ماس کمیونی کیشن، ممبئی۔
۶۔ نیو دہلی کالج آف پالی ٹیکنک فار وومین، دہلی وغیرہ۔

ترنگا نہیں بھگوا ہے آر ایس ایس کا آئیڈیل

راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے لیڈروں کی خوش قسمتی تھی یا بدقسمتی کہ وہ تیاری ہی کرتے رہے اور ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد بھی ہوگیا۔ اس آزادی کو وہ کبھی اپنی آزادی نہ مان سکے اس لیے آج آزادی کی علامتوں کو بھی وہ اپنانے کو تیار نہیں ہیں۔ پھر اگر یہ کوشش امید کرکوئی یہ شکایت ہے کہ ناگپور میں آر ایس ایس کے ہیڈکوارٹر پر قومی تہواروں پر بھی ترنگا نہیں پھہرایا جاتا ہے تو ان کو آر ایس ایس کے اس دوغلے پن پر ہمدردی کے ساتھ ہی غور کرنا چاہیے۔ لوک سبھا میں انھوں نے کہا ہے کہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو سنگھ اور اس وقت کے وزیر داخلہ سردار پٹیل کے درمیان ہونے والے سمجھوتے کے مطابق سنگھ کو اپنے ہیڈکوارٹر پر یوم جمہوریہ اور یوم آزادی پر قومی جھنڈا لہرانا چاہیے لیکن ان قومی تقریبات کے دن بھی وہ ایسا نہیں کرتے۔ اس کی مخالفت کرنے کے لیے جب دوسری پارٹیوں کے کارکنان اس سال یوم آزادی پر وہاں قومی جھنڈا پھہرانے گئے تو ان کو روکا گیا۔ گزشتہ سال بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ یہ سچ ہے کہ آر ایس ایس کے لوگ ظاہری طور پر یہ نہیں کہیں گے کہ ان کے دل میں ترنگے کے لیے کوئی عزت نہیں ہے۔ حالانکہ آر ایس ایس کے ایک سویم سیوک اس وقت ملک کے وزیر داخلہ ہیں جو اپنے آپ کو سردار پٹیل کا دوسرا روپ مانتے ہیں۔ اس کے وزیراعظم یوم آزادی پر ترنگا جھنڈا پھہرا کر اسے سلامی دیتے ہیں لیکن یہ بات اس سے بھی زیادہ سچ ہے کہ یہ خوشیاں یادگار تحریک آزادی کی یاد دلاتے ہیں ان کو وہ کبھی بھی جذباتی طور سے اپنا نہیں سکتے ہیں۔ آزادی کی تحریک سے سنگھ کا رشتہ مخالفت ہی کا رہا ہے۔ اس میں آج بھی بہت سے ایسے لوگ زندہ ہیں جنھوں نے انگریزوں کی وفاداری میں مجاہدین آزادی کی مخبری کی تھی۔ آزادی کے بعد ایک طویل عرصہ تک آر ایس ایس نے آزادی کی تحریک کو اپنی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی تھی۔ چندر شیکھر آزاد اور بھگت سنگھ وغیرہ کو اس نے اپنا بنانے کی کوشش کی تھی لیکن یہ کوشش انھیں اس لیے راس نہ آسکی کہ یہ دونوں جانباز زندگی بھر اپنے آپ کو کمیونسٹ کہتے رہے تھے جس کے سامنے ہندو راشٹر کا عاصمہ ان انقلابیوں کی بات کرنا بھی تقریباً بھونڈا ہے۔ ہمارا قومی جھنڈا ہندوستانی کی قومیت میں ترقی کی جنگ آزادی کی ایک زندہ علامت ہے جبکہ کوہندوستان اور کٹر ہندو وادیوں کے بیچ رشتے سب کو معلوم ہیں۔

آر ایس ایس کا قومیت کا اپنا نظریہ ہے اور اس کی اپنی علامتیں ہیں جن کا کسی سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ اس کے مطابق تو جو ہندو نہیں ہے یا مذہب نہیں کرتا اس ملک میں رہنے کا حقدار نہیں ہے۔ بلکہ جو ترنگا نہیں بھگوا اس کی نظر میں اصلی راشٹر بھگت وہی ہے کیونکہ یہ ترنگا اس کی قوم پرستی کی علامت نہیں ہے۔ اگر اسے منظوری دے دی گئی تو اسے تحریک آزادی کو منظوری دینی ہوگی اور تحریک آزادی کو منظوری دے دی گئی تو اس تحریک سے انھیں اپنا حقیقی تعلق تسلیم کرنا ہوگا۔ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ ایک تحریک تھی جس کا ملک کو آزاد کرانے میں اہم رول تھا اس لیے آر ایس ایس والے ہر چیز کو وہیں روک دیتے ہیں

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

جموں و کشمیر میں امن کو ا...

معروف انگریزی کالم نویس جناب ...

حزب المجاہدین اور حکومت کے درمیان سو دن روز تک چلنے والا امن اور اس دوران دونوں کے درمیان چلنے والا ایک مذاکراتی سلسلہ اس وقت ختم ہو گیا جب حزب المجاہدین نے فائر بندی کا اعلان واپس لے لیا۔ حزب المجاہدین کی جانب سے یکطرفہ فائر بندی کے اعلان کو واپس لینا کشمیر میں امن کی کوششوں کو ایک زبردست دھکا ہے۔ اس ناکامی سے ایک مرتبہ پھر امید کی کرن بجھ گئی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اس مسئلہ کا کوئی حل شاید ہے ہی نہیں۔ کشمیر میں کبھی کچھ نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جب تک پاکستان میں ہندوستان کے ساتھ غیر دوستانہ تعلق رکھنے والی فوجی حکومت موجود ہے بات چیت کا کوئی ماحول تیار نہیں کیا جا سکتا۔

افسوس کی بات ہے کہ ... [illegible]

[illegible]

بقیہ: حزب المجاہدین کی ...

[illegible]

عالم اسلام

مسجد اقصیٰ دوبارہ کھول دی گئی

یروشلم۔ اسرائیلی پولیس نے مسجد اقصیٰ کے حرم شریف احاطہ کو دوبارہ کھول دیا ہے۔ یہودی بنیاد پرستوں اور فلسطینیوں کے درمیان کشیدگی کے سبب گزشتہ جمعرات سے اس احاطہ کو بند کر دیا گیا تھا۔ اس کو دوبارہ کھولنے سے پہلے اسرائیلی پولیس سے وعدہ لیا گیا تھا کہ مسلم اوقاف اگر یہودیوں کے چھوٹے چھوٹے گروپوں کو عبادت کے لیے اس میں جانے کی اجازت دیں تو مسلمانوں کے لیے اس مسجد کو دوبارہ کھول دیا جائے گا۔

عرفات تہران پہنچے

تہران۔ فلسطینی رہنما یاسر عرفات ایرانی افسروں کو کیمپ ڈیوڈ کے امن مذاکرات کی تفصیلات سے آگاہ کرنے اور تنظیم اسلامی کانفرنس کی میٹنگ طلب کرنے کے لیے ایران پہنچے۔ انھوں نے ایرانی صدر خاتمی سے ملاقات کی جو ان دنوں تنظیم اسلامی کانفرنس کے موجودہ چیئرمین ہیں۔

بنگلہ دیش میں سیلاب کی تباہ کاریاں

ڈھاکہ۔ بھاری بارشوں کی وجہ سے شمالی بنگلہ دیش میں سیلاب آگیا ہے جس کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد ۲۳ ہو گئی ہے اور دریاؤں میں پانی کی سطح بہت بڑھ گئی ہے۔ [illegible]

مسجد پر بموں سے حملہ ۵ نمازی شہید

پشاور۔ افغانستان کے سرحدی شہر جلال آباد میں ایک مسجد پر نامعلوم افراد کی جانب سے دستی بموں سے حملے کے نتیجے میں ۵ نمازی شہید اور متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ [illegible]

اسلامی قوانین کا جائزہ

انقرہ۔ ترکی کے ... مسلمان ... [illegible]

...ے اور موقع دیا جائے

...پرفنل بدوانی کی ایک خصوصی تحریر

...پہلے قدم کی اہمیت ...ہے۔ آج کوشش ...م جائے پہلا ہو سکتا ...ت کو جاری رکھنی ...ی سی تو بھی وہ ...ل کر سکتی ہے جو

تھے۔ ان سب کو ایک ساتھ لانے میں امریکہ کا بھی اہم رول تھا یہاں تک کہ خود پاکستان کی بھی ایسی ہی خواہش تھی اس کا ثبوت اس کے افسران اور جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد کے ان بیانات سے ملتا ہے جو انھوں نے واسط

ہندوستان اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اپنے امریکہ کے ستمبر کے دورے کے درمیان باجپئی کے لیے اپنے موقف کو نرم رکھنا ہی بہتر ہوگا۔ اگر حزب المجاہدین سے بات ناکام ہو جاتی ہے تو کم سے کم واجپئی کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے کوشش کی ہے۔ اگر وہ کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس کا ان کو کریڈٹ ملے گا۔ باجپئی حکومت کے پاس کشمیر مسئلہ کے لیے نہ صرف یہ کہ کوئی تیاری نہیں ہے بلکہ کوئی اصول بھی نہیں ہے جس کی روشنی میں وہ مذاکرات پر آگے بڑھ سکے۔ کبھی نیشنل کانفرنس، کبھی حریت کانفرنس اور کبھی دوسرے لوگوں سے بات کرتی ہے۔ آخر کشمیر کا نمائندہ کس کو مانتی ہے۔

جہاں تک حزب المجاہدین کی جانب سے فائر بندی کا سوال ہے تو اس کی وجہ فوج کے دباؤ سے زیادہ یہ ہے کہ کشمیری عوام اب تشدد سے عاجز آچکے ہیں۔ آزادی کا وہ طلسم ٹوٹ چکا ہے جس کو لوگوں نے وہاں قائم رکھا تھا۔ مقامی کشمیری بھی اب تشدد میں شامل ہونے سے صاف انکار کر رہے ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے۔ حریت کانفرنس کو حالانکہ اس مرتبہ کنارے کر دیا گیا تھا تاہم اس نے فائر بندی کی مخالفت نہیں کی۔ اس سے بھی حریت کے موقف میں تبدیلی کا پتہ چلتا ہے۔

یہ سب اشارات ایسے ہیں جن سے دونوں ممالک کے تعلق میں بہتری آسکتی ہے۔ اگر اس موقف کا فائدہ اٹھایا جائے

کشمیر میں گیارہ سال سے جاری قتل ختم ہو سکتا ہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ کشمیری نوجوانوں کا تعلق آئی ایس آئی سے آہستہ آہستہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ حزب المجاہدین نے بات چیت پر رضامندی کا اظہار کر کے حکومت ہند کے اس بات کو بھی ظاہر کیا ہے کہ حزب المجاہدین کے لوگ ہندوستان کے ہی ہیں۔ اس طرح اب ہندوستان کے لیے ہند مخالف قوتوں کے دہشت گردوں پر لگائے علیحدہ بات چیت کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ حزب المجاہدین نے بھی یہ اشارہ دیا ہے کہ ان کی دلی بجھ گئی ہے۔

اب ضروری ہے کہ ہندوستان بات چیت کے لیے پہل کرے اور پاکستان اس کا خیر مقدم کرے۔ اس ابتدائی مرحلے میں پاکستان کی مذاکرات میں شمولیت پر اصرار کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔ دہلی ابھی اس کے لیے تیار نہیں ہے۔ کارگل کے معاملہ پر پاکستان نے جو احسان فراموشی کی تھی اس سے واجپئی کے دل میں ابھی گرہ ہے اور آر ایس ایس اور بی جے پی کی طرف سے پاکستان کے خلاف اکثر بیانات جاری کیے جاتے رہے ہیں۔ ان کی حکومت نے جنرل مشرف کی حکومت سے بات چیت کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

اس صورت حال میں تبدیلی ہند و پاک آسکتی ہے لیکن حکومت کو ایسی کوشش کا عمل جاری رکھنا چاہیے۔ اس میں بہت سے موضوعات پر بات کرنی ہوگی۔ تھوڑا بہت تصفیہ ہو کہ خود مختاری کے معاملہ پر بھی ہو سکتا ہے لیکن بات چیت جاری رہنے سے اس بات کا قوی امکان ہے کہ کوئی نئی بات سامنے آجائے اور اس پر اتفاق رائے بھی ہو جائے۔ اگر حکومت سبھی کشمیریوں سے بات کرے تو اس میں کوئی بھی غلط نہیں ہے۔ آج تیجے سے زیادہ ضرورت عمل کی ہے۔ تاہم بات چیت کی کامیابی کے لیے شفافیت اور نہایت ضروری شرط یہ ہے کہ حکومت کے بیانات میں یہ دراڑ قائم نہ ہو جائے کہ وہ کچھ اور راستہ اختیار کر رہی ہے۔ کامران سے یہ چاہیے کہ وہ حزب المجاہدین کو تقسیم کرنے کے در پے ہیں۔

کشمیری کے پرامن اور منصفانہ حل کے خواہشمند سبھی افراد کو چاہیے کہ وہ اپنی اپنی حکومتوں پر بات چیت کرنے کے لیے دباؤ ڈالیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے

کہ جب تک دیانتداری کے ساتھ بات چیت کا پہلا دور شروع نہیں ہو جاتا اس وقت تک سرکاری بات چیت کے لیے ماحول سازگار نہیں ہو سکتا۔

آج یہ بھی اشتہار کار ہو گیا ہے۔ حکومت ہند اس کا اظہار تین طریقے سے کر سکتی ہے۔ اول حکومت کو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ کشمیر مسئلہ کی جو تنظیم تک اور خانہ جنگی کے ختم ہونے میں پوشیدہ ہے۔ یہ ۵۳ سال سے چلا آرہا نہایت پیچیدہ مسئلہ ہے۔ اس ریاست کے ساتھ تو اس کے دستوری اور سیاسی وعدوں نے انتشار پیدا کیا ہے۔ پاکستان نے حکومت ہند سے کشمیری عوام کی دوری کا فائدہ اٹھایا لیکن حکومت ہند اگر چاہے تو اس نقصان کی بھرپائی کر بھی سکتی ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے سب سے ضروری قدم یہ ہونا چاہیے کہ ہندوستان ایک دستاویز اندرونی کا معاہدہ کرے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ریاستی خود مختاری کمیشن کی رپورٹ کو مسترد کر دیا گیا ہے۔ دوسرے ہندوستانی سیکورٹی فورسز کے لیے اخلاقی اور سیاسی طور پر یہ ضروری ہے کہ وہ جارحانہ کارروائیوں میں کم سے کم حصہ لیتے ہوئے انسانی حقوق کا احترام کریں۔ آج سیکورٹی فورسز کے تقریباً تین لاکھ جوان یہاں کشمیری عوام کے مقابلہ میں موجود ہیں۔ کشمیری عوام کے ذہن میں یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے۔

تیسرے یہ کہ حکومت کو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ اب "تقسیم کرو اور راج کرو" اور "امن خریدنے" کی پالیسی ناکام ہو چکی ہے۔ اس کا ثبوت ۱۹۵۳ء سے اس کو کشمیر کے سیاسی پارٹیوں کو رشوت کے طور پر کسی بھی پالیسی کو بروئے کار لا کر امن کو قائم نہیں کیا جا سکتا۔ کشمیر کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کے اس خیال کو بھی نکال دینا چاہیے، جس کی زبردست حمایت کر رہا ہے۔

ہمیں یہ بھی دھیان میں رکھنا چاہیے کہ اگر ہم نے کشمیر میں مذاکرات کرنے والوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی تو اس کا انجام بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔ یہ دور میکاولی کی عیارانہ سیاست کا نہیں ہے بلکہ مفاہمت، مصالحت اور قیام امن کے لیے سنجیدہ کوشش کرنے کا ہے۔ اس کوشش کے لیے نیت کا ٹھیک ہونا ضروری ہے۔ ساتھ ہی دیانتداری اور حکمت کی بھی ضرورت اب زیادہ ہو گئی ہے۔ □□

> ...کہ اگر ہم نے کشمیر میں ...لڑانے کی کوشش کی تو اس ...ہے۔ یہ دور میکاولی کی ...ہے مفاہمت مصالحت اور قیام امن ...نیت کا ٹھیک ہونا ضروری ہے

...ستان کی شمولیت ...ہو رہا ہے۔ ...طرف سے فائر ...ہو گیا تھا کہ

جولائی میں امریکہ کے سینئر اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ افسران کارل اندر فرتھ اور مائیکل شیہان سے ملاقات کے بعد جاری کیے تھے۔ اس معاملہ میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان نے پوری رضامندی سے نہیں بلکہ امریکہ کے کہنے پر اس کی رضامندی دی تھی لیکن پھر بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا بھی نہیں ہوتا ہے کہ ہم ہمیشہ یہ کہیں کہ فریقین خود مذاکرات چھوڑ کر صلح نہیں کر سکتے۔ کوئی نہ کوئی تیسرا شخص ان میں صلح کراتا ہے۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان نے خوشی سے رضامندی کا اظہار نہیں کیا تھا۔

...ملا سے چل رہی ...حریت کانفرنس ...باجپئی کے ...سٹر اور ایم ...سلیم فاروق ...ب فاروق اور ...ں کے علاوہ ...افسران بھی ...بات چیت کرتے

...د سے گفتگو کی نئی پیشکش

صلاح سے

...حکومت کے لیے ...سیاسی قیادت کو ...قدم اٹھانے ...افسروں نیشنل ...نے ریاستی ...سفارش ...دیا تھا جسے اس ...مطالبہ ہے ...ہوتی ہیں اس ...کرتا ہے سوری ...نہیں ...کام لیتے

ہوئے ریاست کی ۱۹۵۳ء سے پہلے کی پوزیشن بحال کر دی تو شاید اب سب باپ بیٹے پر آئے اور جب کشمیری عوام یہ محسوس کر لیتے کہ ہندوستان ان کے حقوق لوٹانے پر رضامند ہے تو وہ خود ہی پاکستان کی دہشت گردانہ حرکتوں کے لیے سوالیہ نشان بن جاتے جس کے بعد ہندوستان کو امریکہ کا دباؤ قبول کرنا پڑتا اور نہ ہی دہشت گردوں کے سامنے اسے کوئی بڑی بات اٹھانا پڑتی۔

بہر حال اب یہ جو پیکیج سب سامنے آیا ہے تو اس پر صحیح آئینی ڈیل کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم تو صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ

ساتھ کشمیریوں کے حقوق بھی محفوظ رہیں اور کوئی ایسا باعزت سمجھوتہ وجود میں آجائے جو کسی کی شکست کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو حالانکہ حکومت جس راہ پر چل رہی ہے اس سے اس طرح کی امید کم ہی ہے لیکن ہماری خواہش بھی ہے اور ہماری اپنے لیڈروں سے درخواست ہے کہ وہ ۱۹۵۳ء کے گھیرے سے نکل کر اس مسئلہ پر غور کریں اور کوئی ایسا حل تلاش کریں جسے ہر فریق اپنی کامیابی تصور کرے اور جس کے بعد جنت نظیر کہی جانے والی یہ ریاست واقعی جنت کا نمونہ بن جائے۔ □□

عالمی خبریں

دوسری عالمی جنگ کا آخری قیدی بھی رہا

واشنگٹن۔ دوسری جنگ عظیم میں پکڑا جانے والا آخری قیدی روس کے ایک اسپتال میں ۵۲ سال گذارنے کے بعد اپنے وطن ہنگری پہنچ گیا ہے۔ ۷۵ سالہ آندرے تما کو جاپان سے کے ذریعہ بوڈاپسٹ لے جایا گیا جہاں نفسیاتی اور دماغی امراض پر تحقیق کے قومی ادارے میں ان کا معائنہ کیا گیا۔ ان کو جنگ عظیم کے خاتمہ کے دو برس پہلے گرفتار کر کے روس کے مشفیت کیمپ میں بھیج دیا گیا تھا۔

زہر کا پتہ لگانے والا برتن

آکرہ۔ آگرہ میں تاج محل میں واقع میوزیم کی کوڈ لگ رہا ہے جس کا ذکر داری کی روایات میں بھی ملتا ہے۔ یہ "ایک برتن بھی ہے جس کے ذریعہ زہر کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس برتن میں زہر آلود کھانا رکھنے سے اس کا رنگ نیلا ہو جاتا ہے۔ برتن کے پاس رکھے ایک جانب میں لکھا ہے کہ زیادہ دیر رکھنے سے ٹوٹ بھی سکتا ہے۔

ذیابیطس سے بچنے کیلئے ورزش

لندن۔ اگر روزانہ ایک میل پیدل چلنے کی عادت ڈال لی جائے تو اس سے دوسرے درجہ کی ذیابیطس سے بچا جا سکتا ہے جس میں انسولین پر انحصار نہیں کیا جا سکتا ہے اور یہ تکلیف بڑھاپے میں لاحق ہوتی ہے۔ یہ بات سائنس جرنل میں شائع ایک رپورٹ میں کہی گئی ہے۔ زیابیطس کی وجہ سے ہر سال ہزاروں افراد کی موت قبل از وقت ہو جاتی ہے۔

تاریخی ملاقات

سیول۔ شمالی کوریا کے پچاس سال سے بچھڑے سو خاندان اب پھر ایک دوسرے سے مل گئے ہیں۔ شمالی کوریا کا ایک خصوصی طیارہ سو افراد کو لے کر سیول پہنچا۔ ایئرپورٹ پر خاندان کے بچھڑے ہوئے افراد نے لوگوں کا استقبال کیا۔ اس موقع پر بہت جذباتی مناظر دیکھنے کو آئے۔ دونوں ملکوں کے تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے رشتہ داروں کو ایک دوسرے سے ملانے کا یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔

خنزیر کے اعضائی پیوندکاری پر ریسرچ ترک

لندن۔ سائنسدان خنزیر کے اعضاء انسانوں میں لگانے کی تحقیق ترک کر رہے ہیں، کیونکہ یہ انکشاف ہوا ہے کہ ان اعضاء سے خطرناک بیماریاں انسان میں منتقل ہو سکتی ہیں۔ یہ فیصلہ ایڈز کے اس تجربہ کے بعد کیا گیا ہے جس نے بیماری کو خنزیر میں شہرت حاصل کی تھی۔

امت مسلمہ کا مستقبل انبیاء کی سیرت سے وابستہ

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی ایک اہم تقریر کی تلخیص

انبیاء کی سیرت جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کبھی تفصیل اور کبھی اجمال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور بار بار اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے درمیان ایک مشترک نقطہ پایا جاتا ہے جس میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکا اور وہ یہ ہے کہ ان تمام کمزوریوں کے باوجود کامیاب اپنے دشمنوں کے مقابلے میں کامران ہوئے اور ان کی دعوت سرخرو ہوتی رہی۔ اور یہ کہ جو ایمان لے آئے اور ان کی دعوت قبول کر لیتے اور اس کے نقش قدم پر چلتے [illegible] اور [illegible] تباہ و برباد کر دیے جاتے ہیں۔ پھر کہہ دیا گیا کہ ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ (الانعام ۴۵)

انفرادی اور قومی مصالح کی کوئی قیمت نہیں

جو دعوت انسانیت کی سعادت، نجات [illegible] اس کی نظر میں [illegible] قیمت ہے کہ اس کے لیے [illegible] اور [illegible] قوت بھی قربان کیے جاتے ہیں۔ [illegible] کوئی بھی نہیں ہو سکتا، فردی، اجتماعی [illegible] سیاست و نظر کی [illegible] اور [illegible] بے معنی [illegible]

[illegible] تر کو کرتی ہیں۔ اور جن سے اسلام، انسانیت کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا [illegible] کوئی جھگڑا نہیں۔ ان کی ساری دوڑ دھوپ اور ترقی اس کے لیے ہوتی ہے کہ [illegible] تمام [illegible] جن کا فائدہ [illegible] انفرادی اور اجتماعی کوششوں کی [illegible] کوئی قیمت [illegible] اور اللہ کو اس کی کچھ پروا نہیں [illegible] دشمنوں کے مقابلے میں [illegible] ایسے مشکلات، مسائل سامنے آ جاتے ہیں۔ جن کی [illegible] معلوم نہیں ہوتی۔

ایک پھیلا ہوا غلط خیال

آج مسلم قوموں اور عالم اسلامی میں یہ خیال مقبول اور مروج ہے اور اس پر سب کا ایمان راسخ ہے کہ سیرت و اخلاق کے مقابلے میں مادی طاقت ہی فیصلہ کن عنصر اور معیار ہے۔ [illegible] کا بھی یہ خیال ہو گیا ہے کہ "مادی طاقت" سب سے پہلے۔

بس یہی وہ طریقہ عمل ہے جس کا اعلان توریت، انبیاء اور مرسلین کی سیرت، ان کے ساتھ پیش آنے والے حوادث اور ان کے ہاتھ سے ظاہر ہونے والے عجائب، معجزات، ان پر اللہ کی نصرت، فتح کے انعام اور ان کے دشمنوں سے انتقام میں موجود ہے۔

یہاں ایک بار پھر اپنے رسالہ "کوردۃ الی التفکیر" سے ایک اقتباس مستعار لیتا ہوں:

"ایک طویل مدت سے ہم اپنی ذات، اپنی قیمت، حیثیت کو (دنیا کے نقشہ میں) مادی طاقت، صلاحیت، وسائل اور خام مواد، ملکی پیداوار، عددی طاقت، جنگی پوزیشن سے تولنے اور جانچنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور ہم کہیں پلڑا بھاری اور کہیں ہلکا پاتے ہیں اور اس سے خوش یا افسردہ ہوتے ہیں۔

ایک عرصے سے مغرب کی قوت [illegible] ہم [illegible] ہم اب مغربی اقتدار اور مغرب کی [illegible] جاہلانہ صلاحیت کو چیلنج کرنے کے بارے میں کبھی سوچتے بھی نہیں اور اگر کبھی [illegible] سوچتے بھی ہیں تو ہم اپنے وسائل و امکانات، جنگی طاقت، [illegible] پیداوار اور علمی طاقت کی پوزیشن کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم کو ناامیدی اور بدگمانی گھیر لیتی ہے اور ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ہم محکومی و غلامی، زندگی کے دھارے سے دور رہنے، مغرب کا دست نگر اور دو بڑی طاقتوں میں سے کسی ایک سے وابستہ رہنے ہی کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔" (کوردۃ الی التفکیر ص ۴۰)

ایمان واطاعت، مومن کا ہتھیار اور کامیابی کی کنجی

لیکن اللہ نے قرآن میں انبیاء کی سیرت اور ان کے دشمنوں کا جو انجام بیان [illegible] اور جس کی ہم نے اپنے مقالے میں کچھ [illegible] پوری طرح [illegible] یہ واضح کرتی ہیں کہ کامیابی [illegible] کامیاب ہتھیاروں سے انہوں نے اپنے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور ان کی چھوٹی سی کمزور جماعت کامیاب اور دنیا کی امامت، ہدایت کے منصب پر فائز ہوئی وہ ایمان، اطاعت، دعوت الی اللہ تھی۔

اور ہم نے ان میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے۔ یہ ان کے صبر اور ہماری آیتوں پر یقین کے سبب سے (الم سجدہ ۲۴)

اور ہم نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کو مصر میں بساؤ اور اپنے گھروں کو مسجد (قبلہ) بنا دو۔ اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو بشارت دے دیجئے۔ (یونس ۸۷)

اے اہل ایمان اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔ (سورہ محمد ۷)

تو کمزور نہ پڑو اور [illegible] صلح کی طرف نہ بلاؤ تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور تمہارے اعمال میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (سورہ محمد ۳۵)

ان بے مثال قصوں کا یہی پیغام اور سبق ہے جو ہمیں انبیاء کی زندگی اور ان کی پاکیزہ سیرت سے ملتا ہے۔ یہی وہ سیدھا اور صحیح راستہ ہے جس پر [illegible] تمام انبیاء چلتے رہے اور قرآن نے جس کے نقوش محفوظ کیے ہیں۔ کمزور قوموں کے لیے اگر کوئی امید کا راستہ ہو سکتا ہے تو یہی ہو سکتا ہے اور صاحب دعوت، عقیدہ قوموں کا مستقبل اسی اور طریق سے وابستہ ہے۔ اور اللہ ہی حق کہتا اور وہی راستہ دکھاتا ہے۔

غیر منقوط نعت پاک

احمد عارف گیلانی

[illegible] محمدؐ
[illegible] محمدؐ
[illegible]
[illegible] صدائے محمدؐ
[illegible] محمدؐ
[illegible] محمدؐ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تعلیم و تربیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آ جانے والے واقعہ سے [illegible] قائم کر کے [illegible] آپ [illegible] چاہتے تھے [illegible] علم لوگوں کو [illegible] اور [illegible] چاہتے تھے اس کو قیمت جان کر لوگوں کو اس طرح تعلیم [illegible] دل و دماغ میں اتر جائے۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی گلی سے آئے ہوئے [illegible] گزرے آپ کے [illegible] صحابہ کرام تھے۔ اس [illegible] میں آپ کا گزر [illegible] چھوٹے کانوں والے بکری کے ایک مردہ بچے کے پاس سے ہوا آپ نے اس کو [illegible] کان پکڑ کے پھر فرمایا تم میں سے اس کو ایک درہم میں کون خریدے گا صحابہ کرام نے کہا ہم کو [illegible] کچھ بھی [illegible] اس کو خریدیں گے۔ ہم اس کو لے کر کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ [illegible] یہ زندہ ہوتا تب بھی اس کے کان کا چھوٹا ہونا عیب تھا تو مردہ ہونے کی صورت میں کیا خریدیں گے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اللہ کے نزدیک دنیا تمہارے لیے اس سے بھی کم قیمت ہے۔"

مسلم، بخاری نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے۔ (اچانک قیدیوں میں ایک عورت بھاگتی دوڑتی نظر آئی اس کے دونوں پستان دودھ سے بھرے ہوئے تھے اتنے میں اس کو قیدیوں میں ایک بچہ مل گیا جو اسی کا تھا اس عورت نے اس کو اٹھا لیا سینے سے چمٹا لیا اور اس کو دودھ پلایا یہ منظر دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ تصور کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈالے گی؟ [illegible] ہم لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول [illegible] نہیں کر سکتی۔ تب آپ نے فرمایا [illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

باجپئی کا دورہ امریکا

کلنٹن کے عہدۂ صدارت کے آخری دنوں میں

ہندستان کے لئے یہ دورہ کتنا فائدہ مند ثابت ہوگا

وزیراعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے ... [illegible]

[illegible]

ممتا بنرجی

کیا این ڈی اے چھوڑنے کی تیاری میں ہیں

[illegible]

شہر آنند میں فتنۂ قادیانیت کا استیصال اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام

رپورٹ: محمد اسحاق رحمانی

[illegible]

صدر جمعیۃ علماء مولانا سید اسعد مدنی کی اہلیہ کے سانحۂ ارتحال پر

سفرائے سعودی عرب و کویت کا اظہار تعزیت

[illegible]

سانحۂ ارتحال

[illegible]

قادیانیوں کے خلاف عالمی تحفظ ختم نبوت کی جد و جہد

[illegible]

جلسہ تعزیت

[illegible]

ایصال ثواب کی درخواست

[illegible]

اعلان مفقود الخبر

[illegible]

بقیہ: انڈونیشیا ص۲ سے

کی حفاظت نہیں کر رہی ہے۔

امریکہ چاہتا ہے کہ مشرقی تیمور میں امن و امان کی بحالی کے نام پر علاقہ کے قریب فوجی اور فضائی اڈے قائم کرے تاکہ انڈونیشیا پر اقتصادی گرفت کے بعد فوجی گرفت بھی مضبوط کر لی جائے۔

بریگیڈیئر جنرل کستور لکھتے ہیں کہ موجودہ فسادات سے بہت پہلے علیحدگی پسند تحریک آر ایم ایس نے جلسوں میں آزادی کے نعرے بلند کئے۔ ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ۸۰ فیصد سے زائد مسلمان آبادی ہے جو انڈونیشیا کے وفاق سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتی۔ گوریلا مسیحی گروہوں نے حکومت سے کئی بار مذاکرات کئے۔ صدر حبیبی، صدر یوسف حبیبی اور صدر عبدالرحمن واحد کی مشترکہ غلطی یہ رہی ہے کہ باغیوں اور علیحدگی پسند فوج کے تربیت یافتہ آر ایم ایس گوریلوں سے ہتھیار رکھوانے کی کبھی کوشش نہ کی گئی، تب ہی انھیں یہ جرأت ہوئی کہ مشرقی تیمور کی طرح جلد از جلد آزادی کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کی جدوجہد کا آغاز کر دیں۔

صدر سہارتو کے ۳۲ سالہ دور اقتدار میں فوج کو جو کھلی چھوٹ حاصل رہی اس کی بدولت مسیحی ملیشیا بھی اپنے آپ کو کسی کے آگے جوابدہ نہیں سمجھتی۔ ہزاروں انسانوں کی ہلاکت معمولی بات نہیں ہے لیکن افسوس کہ مسلم حکمرانوں، اسلامی ممالک کی حکومتوں اور مؤثر سیاسی گروہوں نے اس قتل عام پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا، نہ ہی حکومت جکارتہ کو اصلاح حال کی طرف توجہ دلائی۔

کیا امت مسلمہ کے حکمران، ان کی اسلامی ممالک کی تنظیم اور مسلم خبر رساں ادارے اس قدر بے بس ہو چکے ہیں کہ وہ عالم عیسائیت کی دست برد سے مالاکا کے مسلمانوں کو بچانے کی آواز بھی بلند نہیں کر سکتے؟ اگر ان جزائر مالاکا کے معاملات کو زیادہ مستعدی سے حل نہ کیا گیا تو مسلم انڈونیشیا کا آئندہ جغرافیائی نقشہ تبدیل ہو سکتا ہے۔

بقیہ: تعلیم و تربیت ص۸ سے

کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس ماں سے کہیں زیادہ مہربان ہے۔"

(اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں، اس حدیث میں یہ مثال محض تقریب فہم کے لیے ہے اس لیے کہ عقل انسانی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچے کے گم ہو جانے کے اس بے قراری اور پھر اس کے مل جانے پر جھپٹ کر سینے سے لگا لینے اور دودھ پلانے کے منظر کو مثال کے طور پر بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت بے کراں کو یاد دلایا کہ یہ واضح فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اول اول نہیں بیان فرمایا بلکہ اس مؤثر اور دل کو گداز کرنے والے منظر کو دکھا کر اللہ کی رحمت کا ذکر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور اپنی مخلوق کے ساتھ لطف و کرم کی کھلی ہوئی آنکھوں دیکھی مثال تھی جس سے اس کی رحمت دل میں جاگزیں ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے "واللہ رؤف بالعباد" (البقرہ ۲۰۷) اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔

بخاری نے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انھوں نے کہا کہ ایک رات ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا پھر فرمایا۔ تم لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ کوئی بھیڑ بھاڑ اور ازدحام نہ ہوگا۔ جہاں آپ نے یہ آیت پڑھی "وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل الغروب" (ق ۳۹) اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو چاند دیکھنے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کو آسانی سمجھا دیا۔ جنت میں بھی مومنین اسی آسانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ ▫▫

بقیہ: آر ایس ایس ص۹ سے

جہاں سے انگریزوں کی اس ملک میں آمد ہوئی تھی۔ ان کے لیے وسطی ایشیا اس سے بہت پہلے اس وقت سے موجود تھی۔ جب یہاں مسلمان حکمراں بن کر آئے تھے اس لیے مسلمانوں کے خلاف جدوجہد کی علامت وہاں کا بھگوا جھنڈا تھا اور حالانکہ آر ایس ایس نے کبھی کے قوم پرست ہونے کا تاثر دینے کی کوشش کی ہے اپنے کا عقیدہ نے رکھا ہے۔ اس لیے آر ایس ایس والے قومی جھنڈا اپنا نہیں پاتے ہیں اس کا کوئی بھی پکا نہیں ہوتا۔

بقیہ: منظر پس منظر ص۱۲ سے

لوگ سزا پا سکیں گے، یا مظالم کا شکار ہونے والوں کے خاندان والوں کی انصاف کے حصول کی توقع پوری ہو سکے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ بے قصور مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے کھلے عام گھوم رہے ہیں اور اس واقعہ کے باقاعدہ گواہوں کی جانوں کے لیے خطرہ برقرار ہے۔ پولیس، پی اے سی کے جوانوں اور افسروں کے خلاف ٹھوس ثبوت ہونے کے باوجود عدالت ان مفرور ملزموں کو پکڑنے کے لیے پولیس، پی اے سی کے ڈائرکٹر جنرلوں کو اپنے سامنے بلانے کی ہمت کیوں نہیں کر پا رہی ہے۔

ہاشم پورہ کے مفرور مجرم

ہندوستان کے آزاد ہونے کے پچاس سال پورے ہونے پر یہ جاننا کافی دل دہلا دینے والا ہو سکتا ہے کہ ہاشم پورہ محض قتل عام کے ایک واقعہ کا نام ہی نہیں ہے بلکہ اس عمل کا نام ہے جس کے تحت سرمایہ اور اقتدار کی چوٹی پر بیٹھے لوگوں نے اپنے سیاسی یا مالی و اقتصادی مفادات کے حصول کے لیے منصوبہ بند طریقہ سے قتل عام کرایا اور دستور کے تحت بنائے گئے سبھی قوانین کا مذاق اڑاتے ہوئے بالکل بے داغ، بے پرواہ تک کر اس پورے عمل میں اوپر سے بھی لوٹ گئے۔ گزشتہ صدی کے ہندوستان کی سماجی و سیاسی صورت حال پر سرسری نگاہ ڈالنے سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے بھر دو خواہ بیسویں صدی کا سب سے بڑا صنعتی حادثہ کے طور پر دنیا میں مشہور بھوپال گیس المیہ ہو، اندرا گاندھی کی ہلاکت کے بعد سکھ منصوبہ بند سکھ مخالف فسادات ہوں یا بابری مسجد کے انہدام کا واقعہ، متعدد دفعہ لکھا جا چکا ہے کہ کس طرح بھوپال میں یونین کاربائیڈ کارخانہ انتظامیہ کی حماقت میں قائم کر رکھا تھا اس حقیقت پر بھی پردہ ڈالا گیا کہ کس طرح ۲ اور ۳ دسمبر کی رات کو بھوپال کی فضا میں تحلیل ہونے والی میتھائل آئسو سائنیٹ نامی گیس کی وجہ سے کس طرح چار ہزار سے زیادہ لوگ فوت ہو گئے اور آج بھی لاکھوں افراد کسی نہ کسی شکل میں اس کے اثر کو جھیل رہے ہیں اس حادثہ کے بعد عدالت کی طرف سے منظور کیا گیا معمولی معاوضہ بھی آج تک سبھی لوگوں کو نہیں مل سکا۔

بھوپال گیس المیہ سے دو مہینے پہلے وزیر اعظم اندرا گاندھی کو ان کے محافظوں نے ہی ہلاک کر دیا تھا اس کے بعد ریاستوں کی مقامی انتظامیہ کے تعاون سے سکھ مخالف فسادات شروع کئے گئے اور ہزاروں سکھوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ کروڑوں روپے کی املاک لوٹ لی گئی۔ دہلی، کانپور اور بوکارو جیسے شہروں میں وسیع پیمانے پر قتل کے واقعات ہوئے۔ اندرا گاندھی کے قتل کے مجرموں ستونت اور کیہر سنگھ کو عدالت کی طرف سے سنائی گئی سزائے موت پر عمل درآمد کیا گیا لیکن اتنے بڑے قتل عام کے مجرموں کو آج تک سزا نہیں مل پائی۔ اس دوران ایک بات ضرور ہوئی کہ رنگ ناتھ مشرا کمیشن سے لے کر دو کمیشن تک متعدد کمیشنوں کو اس قتل عام کے واقعات کی تحقیقات کا کام سونپا گیا اور ان کمیشنوں نے اپنے اپنے آقاؤں کے مفادات کے حساب سے اپنی اپنی تحقیقاتی رپورٹ تیار کی، جو مجرم اصلی قاتل کو بچانے کی ہمت کسی کو نہیں ہوئی۔

سری کرشنا کمیشن کی رپورٹ

ہاشم پورہ کے خونریزی اور سکھ مخالف فسادات کی طرح بابری مسجد کے انہدام کے واقعہ کے بعد ممبئی اور دوسرے مقامات پر ہونے والے فسادات کے متاثرین آج بھی انصاف کے منتظر ہیں۔ حال ہی میں بال ٹھاکرے کی گرفتاری کے معاملہ کو لے کر یہ مسئلہ ایک بار پھر بحث کا موضوع بنا۔ بابری مسجد کے انہدام کے واقعہ کے بعد ممبئی میں ہونے والے منظم فرقہ وارانہ فسادات کے دوران تقریباً ہزاروں لوگ مارے گئے۔ آزادی کے بعد ممبئی میں پہلی دفعہ اس منظم فساد کی تحقیقات کی ذمہ داری ممبئی ہائی کورٹ کے جج شری کرشنا کو سونپی گئی تھی۔ سبھی لوگ جانتے ہیں کہ رپورٹ میں شیوسینا کے سربراہ بال ٹھاکرے اور ان کے شیو سینکوں پر بھی فساد بھڑکانے کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس رپورٹ کو منظر عام پر آئے ہوئے تقریباً دو سال ہو چکے ہیں لیکن آج تک اس رپورٹ پر کاروائی نہیں ہو سکی۔ یہ بات بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اس وقت کی مہاراشٹر کی شیو سینا بی جے پی حکومت نے آخر وقت تک اس رپورٹ کو دبائے رکھا اور کمیشن کی سفارشات کو مسترد کرتے ہوئے یکطرفہ اعلان کر دیا کہ یہ رپورٹ غیر جانبدارانہ نہیں ہے۔ آج بال ٹھاکرے فسادات کے دوران اشتعال انگیز اداریہ لکھنے کے معاملہ میں گرفتاری سے بچ گئے ہیں۔ اس پورے معاملہ میں میڈیا کے ایک حصہ میں جس طرح کا شور مچا ہے اس سے پھر ایک بار شری کرشنا کمیشن کی رپورٹ پر عمل در آمد کے سلسلے میں نئے شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔

بقیہ: ملیشیا ص۲ سے

ہو سکیں اور نائب وزیر اعظم انور ابراہیم سے محسوس ہوا اور انھوں نے مسٹر انور ابراہیم کو اپنے راستے سے ہٹا دینا چاہا۔ البتہ اس کشمکش میں وہ ایک ایسی بین الاقوامی سازش کے جال میں پھنس گئے جو انور ابراہیم کے ساتھ ساتھ ملیشیا کے مفادات کی دشمن تھی۔ چنانچہ ابھی تک وزیر اعظم ماثر محمد انور ابراہیم کے خلاف اپنی مہم میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انور ابراہیم ان کی جانشینی کے لیے اخلاقی طور پر موزوں نہیں تھے، لیکن انور ابراہیم کے خلاف عدالتی کاروائی جس طرح ہوئی ہے اور عدالت کا جو رویہ رہا ہے، وہ بہر حال انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتا نظر نہیں آتا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انور ابراہیم پہلے سے ہی متوقع فیصلے کے لیے تیار تھے اور جب جج نے فیصلہ سنایا تو ان کا پہلا رد عمل یہی تھا کہ جناب والا مجھے آپ سے اسی فیصلے کی توقع تھی۔ اس فیصلے کے خلاف ملیشیا کے حقوق انسانی کے گروپ اور حزب اختلاف کا رد عمل بھی عدالت کی انصاف پسندی پر سوالات اٹھانے والا ہے۔

ان کا الزام ہے کہ عدالت نے انور ابراہیم کے خلاف عدالتی کاروائی کے دوران انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے۔ بہر حال انور ابراہیم جن سے نہ صرف ملیشیا بلکہ دنیا بھر کے اسلام پسندوں کی بڑی توقعات وابستہ تھیں اور جو اپنی اسلام پسندی اور مذہبی اقدامات پر عمل درآمد رہنے کے جب دنیا بھر کے اسلام پسند حلقوں میں بہت مقبول تھے۔ توقع کی جاتی تھی کہ حالات سازگار رہے تو آئندہ ملیشیا کے وزیر اعظم کی حیثیت سے وہ ملیشیا کے ساتھ ساتھ اسلام اور عالم اسلام کی بھی بہتر خدمت انجام دیں گے۔ لیکن انھیں خود اپنوں ہی کے ہاتھوں لیڈروں کی سازش کا شکار ہونا پڑا۔ پھر بھی امید کی جاتی ہے کہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے سے بھی وہ حق کی حمایت جاری رکھیں گے اور ملیشیا کے عوام کو ان سے جو توقعات تھیں، رہائی کے بعد انھیں جب بھی موقع ملے گا وہ انھیں پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ▫▫

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date - 28/29 August 2000
1 — 7 SEP 2000
R. N. I. NO. - 38985/82
Postal Registration No. - DL - 11052/2000

م - س - ج

منظر پس منظر

انصاف کی توقع بے معنیٰ - قومی اقلیتی کمیشن کی ہدایت

ہاشم پورہ کے مفرور مجرم - سری کرشنا کمیشن کی رپورٹ

انصاف کی توقع بے معنی؟

[illegible]

[illegible]

قومی اقلیتی کمیشن کی ہدایت

[illegible]

[illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اہلیہ محترمہ حضرت امیر الہند مدظلہ کا سانحہ ارتحال

[illegible]

□□

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

[illegible]